سید محمد یونس بخاری

اے میرے کشمیر

اے میرے کشمیر تو میری، میں تیری تقدیر
تو میرا بازوئے حیدر میں تیری شمشیر
تو میری جرأت کا امیں اور میں تیرا شبیر
تیرے ہر قریے میں گونجے نعرۂ تکبیر
دشمن کی نظروں میں ہے بس یہی تری تقصیر
کب ٹوٹے گی زنجیر.........اے میرے کشمیر

تو میرے خوابوں کی وادی تو میری تعبیر
تو میری سوچوں کا مسکن تو میری تحریر
تو میری تخیئل کا باسی من موہنی تصویر
تو میرے جذبوں کی حلاوت لفظوں کی توقیر
ترے بدن سے کب نکلیں گے جورو ستم کے تیر
کب ٹوٹے گی زنجیر.........اے میرے کشمیر

سورج کی رو پہلی کرنوں میں تیری تنویر
چاند کی خوش کن رشنائی میں ہے تیری تاثیر
حسن ترے کو جو بھی دیکھے ہو یک لخت اسیر
کہیں نہیں ہے سارے جگ میں تیری کوئی نظیر
لیکن ایک ادھوری خواہش رکھتی ہے دلگیر
کب ٹوٹے گی زنجیر.........اے میرے کشمیر

تجھ پر لاگو ہے مدت سے غلط سلط تعزیر
غم سے محوِ کربِ مسلسل تو اے مہرِ منیر
تجھے اذیت دے کر خوش ہیں بنتے زرد ضمیر
بے حس خاک سے اٹھا جن کا نا ہنجار خمیر
تیری آزادی میں ہے اب کیوں اتنی تاخیر
کب ٹوٹے گی زنجیر.........اے میرے کشمیر

دل سے نکلی آہ کی دنیا بھر میں ہے تشہیر
دشمن مجھ کو سمجھ رہا ہے اک لاچار فقیر
میں قرطاس و قلم کا رسیا یہ میری تدبیر
سچی بات ہمیشہ لکھوں میں سچیار سفیر
یہ میری حسرت کا تموج یہ میری تقریر
کب ٹوٹے گی زنجیر.........اے میرے کشمیر

غزل

سید کاشف گیلانی

مری دعا کو جو اذن رسائی دیتا ہے
وہ ذرے ذرے میں مجھکو دکھائی دیتا ہے

فقیہ شہر کا دامن بھی صاف ہے تو کہو
کسی کے جرم کی کیونکر صفائی دیتا ہے

اس ابتلا سے نہ مانگوں میں کیوں خدا کی پناہ
کروں میں جس سے بھی نیکی برائی دیتا ہے

ہلاکے عدل کی زنجیر ہم بھی دیکھیں گے
کہ منصفوں کو کہاں تک سنائی دیتا ہے

سنا ہے خفیہ روابط ہیں اسکے غیروں سے
وہ رہ نما جو ہمیں رہ نمائی دیتا ہے

ملا کسی کو نہ انصاف شاہ کے در سے
گیا ہے درپہ جو اس کے دہائی دیتا ہے

ہمیں تو لوٹ لیا ہے کسی نے دھوکے سے
وگرنہ کون یوں اپنی کمائی دیتا ہے

پڑے گا وقت تو وہ اک خدا ہے جو کاشف
تمہارے نطق کو شعلہ نوائی دیتا ہے

سید محمد کفیل بخاری

قافلۂ احرار

ابھی کل کی بات ہے-۱۹۵۳ء کا ذکر ہے- اسلامی مملکت میں ظالم کا اقتدار تھا- جبر استبداد تھا، شیطان کا راج تھا، لاٹھیاں برس رہی تھیں، داڑھیاں نوچی جارہی تھیں، گولیاں چل رہی تھیں، خون بہہ رہا تھا، لاشیں تڑپ رہی تھیں-

ظلم کے اس طوفان میں، لاٹھیوں کی برسات میں، گولیوں کی بوچھاڑ میں، سرخ پرچموں کے سائے میں، حق پرستوں کا اک قافلہ رواں دواں ہے- جس کا ہر فرد جری اور جیالا ہے جس نے ماؤں کی محبت، حرم کی رفاقت، اولاد کی شفقت، دولت وصولت، گھر کی راحت غرض سب کچھ دین پر قربان کرنے کا عہد کیا ہے- جس نے ناموسِ رسالت کے تحفظ کی قسم کھائی ہے-

رہنما قید، احرار معتوب، پاؤں میں بیڑیاں، ہاتھ میں زنجیریں، زباں پر پہرے مگر عزم جواں، سینوں میں جذبوں کا طوفاں، تاریخ کی شہادت ہے، جبر کے اس ماحول میں احرار کا کردار ہے-

نعرے گونج رہے تھے- نعرۂ تکبیر، اللہ اکبر- تاج و تختِ ختم نبوت زندہ باد- مرزائی کافر ومرتد ہیں- اسلام کے غدار ہیں، انگریز کے دلدار ہیں، زن، زر کے طلبگار ہیں، جھوٹے ہیں مکار ہیں، قزاق ہیں عیار ہیں، خود مرزا کے بقول "بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار ہیں-

لاٹھیاں برستی رہیں- داڑھیاں نچتی رہیں، گولیاں چلتی رہیں، خون بہتا رہا، لاشیں تڑپتی رہیں، کارواں بنتا گیا، قافلہ بڑھتا گیا-

یہ ۱۹۷۴ء ہے- پھر تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت ہے- شہروں میں، دیہاتوں میں، جلسوں میں، جلوسوں میں، اسمبلی میں ایوانوں میں، اِک شور بپا ہے- مرزائی غیر مسلم اقلیت ہیں- ابوذر کی قیادت میں قافلہ چلتا رہا، کارواں بنتا گیا-

رنگ لایا ہے شہیدوں کا لہو

حکومت مجبور، قانون منظور، مرزائی غیر مسلم ہیں-

یہ ۱۹۸۴ء ہے- محسن کی امارت میں، کارواں چلتا رہا، قافلہ بڑھتا رہا، قانون امتناعِ قادیانیت ہے، مرزا طاہر مفرور ہے-

اب کہ...... ۲۰۰۰ء ہے- صدی کا اختتام ہے- سفر جاری ہے، منزل قریب ہے-

تمہیں یاد ہے-

امیر شریعت نے فرمایا تھا: "احرار کا قیام و بقا ایک شرعی امر ہے"-